# تصوف اور جدید ڈیجیٹل دور کے تقاضے: ایک عصری و تجزیاتی مطالعہ

# Sufism and the Demands of the Modern Digital Age: Analytical Study

**Dr. Waleed Khan**
*Lecturer, Institute of Arabic & Islamic Studies*
*Govt College Women University, Sialkot, Pakistan*
*Email: waleedkhan764110.wk@gmail.com*
**Dr Sheraz Akhtar**
*International Islamic University Islamabad*
*Email: sherazwaseemiiui@gmail.com*
**Sana Maryam**
*PhD Scholar, Muslim Youth (MY) University Islamabad*
*Email: sanawaleed799@gmail.com*

**Abstract**
The digital age has transformed almost every dimension of human life, including communication, education, social interaction, entertainment, and the formation of personal identity. While digital technology has created unprecedented opportunities for knowledge and connectivity, it has also introduced serious moral and spiritual challenges, such as distraction, excessive consumption, self-display, misinformation, anger, comparison, and weakening of meaningful human relationships. This article examines the relevance of Sufism in responding to these challenges. It argues that Sufism does not require withdrawal from technology; rather, it seeks to discipline the human self and establish a morally responsible relationship with the tools of modern life. Concepts such as *tazkiyat al-nafs*, *muraqabah*, *muhasabah*, *dhikr*, *ikhlas*, *zuhd*, *sabr*, *qana'ah*, and *ihsan* provide a valuable ethical and spiritual framework for contemporary digital conduct. The study further explores how these concepts may help Muslims deal with social media addiction, digital self-presentation, information disorder, online hostility, consumerism, and the growing influence of artificial intelligence. The study concludes that the real challenge of the digital age is not technology itself but the manner in which human desires, attention, and moral judgment are shaped by it. Sufi spirituality can therefore contribute to a balanced digital culture by strengthening inner discipline alongside external rules and technological safeguards.
**Keywords:** Sufism, Digital Age, Tazkiyat al-Nafs, Muraqabah, Muhasabah, Digital Ethics, Spirituality, social media

## موضوع کا تعارف

انسان نے ہمیشہ اپنے حالات کے مطابق زندگی کے نئے طریقے اختیار کیے ہیں۔ کبھی کتاب اور قلم نے علم کے پھیلاؤ کی صورت بدلی، کبھی ریڈیو اور ٹیلی وژن نے فاصلے کم کیے، اور آج ڈیجیٹل ٹیکنالوجی نے انسان کے رہن سہن، سوچنے، بولنے اور دوسروں سے تعلق رکھنے کے انداز کو بڑی حد تک بدل دیا ہے۔ موبائل فون اور انٹرنیٹ اب محض سہولت کے ذرائع نہیں رہے بلکہ انسانی زندگی کا مستقل حصہ بن چکے ہیں۔ ایک شخص گھر میں بیٹھا ہوا ایک وقت دنیا کے مختلف حصوں میں موجود لوگوں سے رابطہ کر سکتا ہے، علمی مواد حاصل کر سکتا ہے، دینی لیکچر سن سکتا ہے اور چند لمحوں میں اپنی رائے ہزاروں افراد تک پہنچا سکتا ہے۔ یہ صورت حال اپنی جگہ ایک بڑی نعمت ہے، لیکن ہر نعمت کی طرح اس کے استعمال کا سوال بھی اہم ہے۔ مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب سہولت آہستہ آہستہ ضرورت، ضرورت عادت اور عادت پھر انحصار بن جائے۔ آج بہت سے لوگ اپنے موبائل کی اسکرین سے زیادہ اپنے سامنے بیٹھے ہوئے انسان کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ معلومات کی کثرت ہے، لیکن غور و فکر کے لیے وقت کم ہوتا جا رہا ہے۔ رابطے بہت ہیں، مگر بعض اوقات تعلقات میں پہلے سے زیادہ تنہائی محسوس ہوتی ہے۔ انسان دوسروں کی زندگی دیکھتے دیکھتے اپنی زندگی سے غیر مطمئن ہونے لگتا ہے۔ یہاں تصوف کی معنویت سامنے آتی ہے۔ تصوف بنیادی طور پر انسان کے باطن کی اصلاح، نفس کی تربیت، اللہ تعالیٰ سے تعلق کی مضبوطی اور اخلاقی کردار کی تعمیر کا نام ہے۔ اس کا تعلق کسی خاص زمانے کے ساتھ محدود نہیں۔ اگر انسان کی کمزوریاں وقت کے ساتھ اپنی صورت بدلتی ہیں تو ان کمزوریوں کی اصلاح کے لیے بنیادی روحانی اصول بھی نئی صورتِ حال میں رہنمائی فراہم کر سکتے ہیں۔

حالیہ علمی تحقیقات میں بھی اس پہلو کو نمایاں کیا گیا ہے کہ تزکیۂ نفس، مراقبہ اور محاسبۂ نفس جیسے صوفیانہ تصورات ڈیجیٹل ماحول میں اخلاقی خود نظم پیدا کرنے میں مدد دے سکتے ہیں۔ بعض مطالعات نے سوشل میڈیا کی لت، خود نمائی، غلط معلومات، سائبر بُلنگ اور مسلسل ڈیجیٹل مشغولیت کو جدید اخلاقی مسائل قرار دیتے ہوئے صوفیانہ تربیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس لیے بنیادی سوال یہ نہیں کہ مسلمان ڈیجیٹل دنیا سے دور رہے یا اس میں شامل ہو۔ اصل سوال یہ ہے کہ وہ اس دنیا میں رہتے ہوئے اپنے دل، نگاہ، زبان، وقت اور ارادے کی حفاظت کیسے کرے؟

## تصوف کا بنیادی تصور اور جدید انسان

تصوف کی بنیادی توجہ انسان کے ظاہر سے زیادہ اس کے باطن پر ہے۔ شریعت انسان کے اعمال کی اصلاح کرتی ہے اور تصوف ان اعمال کے پیچھے موجود نیت، ارادے اور قلبی کیفیت کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ ایک ہی کام دو انسان انجام دے سکتے ہیں، مگر ان کے مقاصد مختلف ہوں تو اخلاقی قدر بھی مختلف ہو سکتی ہے۔

قرآن مجید نے نفس کی پاکیزگی کو کامیابی کا بنیادی ذریعہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا

"یقیناًوہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے نفس کو پاک کیا، اور وہ ناکام ہوا جس نے اسے آلودہ کر دیا۔)" الشمس 91:9–10(

یہ آیات تصوف کے پورے تصور کو سمجھنے کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔ انسان کا اصل مسئلہ صرف باہر کی دنیا نہیں بلکہ اس کے اندر موجود خواہشات بھی ہیں۔ اگر ٹیکنالوجی ترقی کر جائے لیکن انسان اپنے غصے، حرص، حسد، شہرت کی خواہش اور خود نمائی پر قابو نہ پا سکے تو ترقی اخلاقی کامیابی میں تبدیل نہیں ہوتی۔ جدید ڈیجیٹل ماحول نے نفس کے لیے نئی آزمائشیں پیدا کی ہیں۔ پہلے انسان اپنی تعریف سننے کے لیے چند لوگوں کا محتاج تھا؛ اب ایک تصویر، ایک ویڈیو یا ایک تحریر کے ذریعے وہ چند گھنٹوں میں ہزاروں لوگوں کی توجہ حاصل کر سکتا ہے۔ پہلے مقابلہ محدود دائرے میں ہوتا تھا؛ اب انسان مسلسل دوسروں کی کامیابیاں، آسائشیں اور ظاہری خوشیاں دیکھ رہا ہے۔ اس ماحول میں نفس کی تربیت پہلے سے زیادہ اہم ہو جاتی ہے۔

## تزکیۂ نفس اور ڈیجیٹل زندگی

تصوف میں تزکیۂ نفس کوئی ایک وقتی عمل نہیں بلکہ مسلسل تربیت کا نام ہے۔ انسان اپنے اندر موجود بری عادات کو پہچانتا، ان سے نجات کی کوشش کرتا اور اچھی صفات پیدا کرتا ہے۔ یہی تصور ڈیجیٹل زندگی پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص کو ہر چند منٹ بعد موبائل دیکھنے کی عادت ہو، وہ ہر بات پر اپنی رائے دینے پر مجبور محسوس کرے، دوسروں کی تعریف حاصل کرنے کے لیے مسلسل اپنی زندگی کی نمائش کرے یا دوسروں کی کامیابی دیکھ کر اندر سے بے چین ہو جائے تو مسئلہ صرف موبائل کا نہیں رہتا۔ یہاں نفس کی کیفیت بھی زیرِ بحث آتی ہے۔

ڈیجیٹل دنیا میں تزکیۂ نفس کا مطلب یہ نہیں کہ انسان ہر ٹیکنالوجی ترک کر دے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے استعمال کا مقصد اور حد متعین کرے۔ وہ یہ دیکھے کہ جو چیز اس کے ہاتھ میں ہے، کہیں وہی چیز اس کے دل اور وقت کی مالک تو نہیں بن گئی۔ اسی پہلو سے جدید مطالعات میں تزکیۂ نفس کو ڈیجیٹل اخلاق کے لیے ایک اندرونی تربیتی نظام کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔ بعض معاصر تحقیقات نے *تخلیہ*، *تحلیہ* اور *تجلّی* کے صوفیانہ تصور کو ڈیجیٹل اخلاقی تربیت کے ساتھ مربوط کرنے کی کوشش کی ہے۔

## مراقبہ اور ڈیجیٹل شعور

مراقبہ تصوف کا اہم تصور ہے۔ اس کا بنیادی مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنے رب کی نگرانی اور علم کو ہمیشہ سامنے رکھے۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

**أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ**

"کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے؟)" العلق 14:96(

یہ احساس انسان کے کردار میں ایک ایسی داخلی نگرانی پیدا کرتا ہے جو صرف قانون یا دوسرے انسانوں کی موجودگی پر منحصر نہیں ہوتی۔

ڈیجیٹل دنیا میں اس تصور کی خاص اہمیت ہے۔ انسان موبائل پر ایسی چیز دیکھ سکتا ہے جس کا کسی دوسرے انسان کو علم نہ ہو۔ وہ ایسا تبصرہ کر سکتا ہے جس کے لیے اسے فوری طور پر جواب دہ نہ ہونا پڑے۔ وہ کسی کی نجی بات آگے پہنچا سکتا ہے اور شاید اسے معلوم بھی نہ ہو کہ اس عمل سے دوسرے شخص کو کتنی تکلیف ہوئی۔ مراقبہ انسان کو یاد دلاتا ہے کہ آن لائن دنیا بھی اللہ تعالیٰ کی نگاہ سے باہر نہیں۔ یہی احساس ڈیجیٹل اخلاق کی بنیاد بن سکتا ہے۔

اسے ایک عملی سوال کی صورت میں یوں سمجھا جا سکتا ہے: جو بات میں سب کے سامنے کہنے سے جھجک رہا ہوں، کیا اسے کسی بند گروپ میں کہنا بھی درست ہے؟ جس تصویر کو عام مجلس میں دکھانا مناسب نہیں سمجھتا، کیا اسے موبائل کی اسکرین پر دیکھنا یا آگے بھیجنا درست ہے؟ جس خبر کے بارے میں مجھے یقین نہیں، کیا اسے صرف اس لیے آگے بھیج دینا چاہیے کہ وہ دلچسپ ہے؟

مراقبہ ایسے سوالات کے جواب میں انسان کے اندر سے احتساب کی آواز پیدا کرتا ہے۔

## محاسبۂ نفس اور سوشل میڈیا

صوفیانہ تربیت میں محاسبۂ نفس کا مطلب اپنے اعمال کا جائزہ لینا ہے۔ انسان خود سے پوچھتا ہے کہ آج اس نے کیا کیا، کیوں کیا اور اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ یہی رویہ ڈیجیٹل زندگی میں بہت مفید ہو سکتا ہے۔ دن ختم ہونے پر ایک شخص چند منٹ اپنے ڈیجیٹل استعمال کا بھی جائزہ لے سکتا ہے۔ اس نے کتنا وقت بے مقصد سکرولنگ میں گزارا؟ کتنی ایسی گفتگو کی جس سے کسی کا دل دکھا؟ کتنی خبریں بغیر تحقیق کے آگے پہنچائیں؟ کتنی مرتبہ صرف دوسروں کی توجہ حاصل کرنے کے لیے کچھ پوسٹ کیا؟ اور کتنی مرتبہ موبائل کی مصروفیت نے اسے اپنے گھر والوں، مطالعے یا عبادت سے غافل کیا؟

یہ سوالات بظاہر بہت سادہ ہیں، مگر یہی سادگی خود احتسابی کا آغاز بن سکتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب مشہور قول ہے" **:حاسبوا أنفسكم قبل أن تحاسبوا** "یعنی اپنے نفس کا محاسبہ کر لو، اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے۔ یہ نبوی حدیث نہیں بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب ایک معروف قول ہے، تاہم اسلامی اخلاق میں خود احتسابی کے تصور کی اہمیت واضح کرتا

ہے۔ڈیجیٹل زندگی میں محاسبہ کا مطلب یہ نہیں کہ انسان ٹیکنالوجی سے خوف زدہ ہو جائے، بلکہ یہ ہے کہ وہ اپنے استعمال کا مالک رہے۔

## ذکرِ الٰہی اور مسلسل ڈیجیٹل شور

آج کا انسان خاموشی سے بہت کم واقف ہے۔ صبح آنکھ کھلنے کے بعد موبائل، دن بھر پیغامات اور اطلاعات، کام کے دوران مختلف اسکرینیں، اور رات سونے سے پہلے بھی موبائل کی مصروفیت معمول بنتی جارہی ہے۔ اس مسلسل شور میں انسان کے لیے اپنے اندر جھانکنا مشکل ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید کہتا ہے:

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

"خبر دار! اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔)" الرعد 28:13(

ذکر صرف زبان کا عمل نہیں بلکہ دل کو اس کے اصل مرکز سے جوڑنے کا ذریعہ ہے۔ڈیجیٹل دنیا انسان کی توجہ کو ہر طرف کھینچتی ہے؛ ذکر اسے دوبارہ مرکز کی طرف لاتا ہے۔اس کا عملی مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ انسان دن میں کچھ وقت ایسی حالت میں گزارے جہاں موبائل اس کی توجہ کا مرکز نہ ہو۔ نماز کے اوقات میں موبائل سے بے نیازی، قرآن کے مطالعے کے وقت مکمل توجہ اور کبھی کبھی خاموشی میں بیٹھنا جدید انسان کے لیے محض مذہبی عمل نہیں بلکہ روحانی ضرورت بھی بن سکتا ہے۔

## زہد اور ڈیجیٹل صارفیت

ڈیجیٹل مارکیٹ نے خواہش پیدا کرنے کا فن بہت بہتر کر لیا ہے۔ انسان کو صرف چیزیں دکھائی نہیں جاتیں بلکہ اسے یہ احساس بھی دلایا جاتا ہے کہ شاید اس کی موجودہ زندگی کافی نہیں۔ نیا موبائل، نیا لباس، نیا سفر، نئی گاڑی اور نئی طرزِ زندگی مسلسل انسان کی نگاہ کے سامنے آتی رہتی ہے۔

یہاں تصوف کا تصورِ زہد قابلِ توجہ ہے۔ زہد کا مطلب دنیا کو چھوڑ دینا نہیں بلکہ دنیا کو دل کا مالک نہ بننے دینا ہے۔ ایک شخص مال رکھ سکتا ہے، جدید ٹیکنالوجی استعمال کر سکتا ہے اور اپنی ضروریات پوری کر سکتا ہے، لیکن اس کی اصل قدر و منزلت ان چیزوں سے وابستہ نہ ہو۔

ڈیجیٹل صارفیت کے ماحول میں زہد انسان کو یہ سوال سکھاتا ہے کہ مجھے واقعی کس چیز کی ضرورت ہے اور میں صرف اس لیے کیا چاہتا ہوں کہ دوسروں کے پاس موجود ہے؟ یہ فرق معمولی نہیں۔ اگر انسان اپنی ضرورت اور خواہش کے درمیان فرق سمجھ لے تو بہت سی ذہنی بے چینی خود بخود کم ہو سکتی ہے۔

## اخلاص اور ڈیجیٹل خود نمائی

سوشل میڈیا نے انسان کو اپنی زندگی پیش کرنے کا ایک نیا میدان دیا ہے۔ اچھی بات یہ ہے کہ اس ذریعے سے مثبت سرگرمی، علمی کام اور دینی پیغام بھی پھیلایا جا سکتا ہے۔ مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان کا اصل مقصد اصلاح یا فائدہ نہیں بلکہ لوگوں کی توجہ بن جائے۔ ایک نیکی کی تصویر، ایک دینی جملہ یا کسی خیر کے کام کی ویڈیو بذاتِ خود غلط نہیں۔ لیکن یہاں نیت کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اگر انسان کے دل میں یہ خواہش غالب ہو جائے کہ لوگ اسے نیک، عالم، کامیاب یا خاص سمجھیں تو عمل کی روح متاثر ہو سکتی ہے۔

تصوف میں اخلاص اسی داخلی کیفیت کی اصلاح کا نام ہے۔ انسان یہ سیکھتا ہے کہ اللہ کے لیے کیا جانے والا عمل لوگوں کی تعریف کا محتاج نہ ہو۔

یہاں محاسبہ دوبارہ اہم ہو جاتا ہے۔ انسان کبھی خود سے پوچھے کہ اگر اس پوسٹ پر کوئی Like ، Comment یا تعریف نہ آئے تو کیا میں پھر بھی یہ کام کرنا چاہوں گا؟ یہ سوال بہت سے معاملات میں انسان کو اپنے اصل مقصد تک واپس لے جا سکتا ہے۔

## صبر، برداشت اور آن لائن اختلاف

ڈیجیٹل دنیا نے اظہارِ رائے آسان کر دیا ہے، لیکن برداشت مشکل بھی بنائی ہے۔ کسی کی ایک بات پسند نہ آئے تو فوراً سخت جواب دینا، طنز کرنا یا ذاتی حملہ شروع کر دینا اب عام منظر ہے۔ اسلامی اخلاق میں صبر اور حلم محض خاموش رہنے کے نام نہیں بلکہ جذبات پر قابو رکھنے کی صلاحیت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

**لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ**

طاقتور وہ نہیں جو دوسرے کو پچھاڑ دے، بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔)" صحیح البخاری، کتاب الأدب

سوشل میڈیا پر اس حدیث کا ایک واضح عملی پہلو سامنے آتا ہے۔ ہر جواب دینا ضروری نہیں، ہر بحث جیتنا ضروری نہیں اور ہر اختلاف کو دشمنی میں بدلنا بھی ضروری نہیں۔ بعض اوقات سب سے بہتر جواب خاموشی ہوتا ہے۔

## غیبت، بہتان اور ڈیجیٹل گناہ

اسلام نے زبان کے گناہوں سے سختی سے منع کیا ہے۔ آج زبان کے ساتھ انگلیاں بھی گفتگو کرتی ہیں۔ جو بات پہلے چند لوگوں کے درمیان کہی جاتی تھی، اب وہ ایک پوسٹ یا پیغام کے ذریعے چند لمحوں میں ہزاروں افراد تک پہنچ سکتی ہے۔

قرآن مجید غیبت سے منع کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُم بَعْضًا

"اور تم میں سے کوئی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔" الحجرات 12:49

ڈیجیٹل ماحول میں غیبت کی صورتیں بدل گئی ہیں۔ کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کے بارے میں پوسٹ کرنا، اشاروں میں کسی کی تذلیل کرنا، اس کی ذاتی تصویر یا گفتگو دوسروں تک پہنچانا اور کسی کی کمزوری کو تفریح بنانا اسی اخلاقی مسئلے کی نئی صورتیں ہیں۔

اسی طرح کسی خبر کی تحقیق کیے بغیر اسے آگے بڑھانا بھی سنگین معاملہ بن سکتا ہے۔ قرآن مجید کا اصول ہے:

فَتَبَيَّنُوا) الحجرات 6:49 تحقیق کر لیا کرو۔"

آج یہ قرآنی اصول پہلے سے زیادہ اہم ہے، کیونکہ ایک غلط خبر کی رفتار انسانی زبان سے کہیں زیادہ تیز ہو چکی ہے۔

**روحانی توجہ اور ڈیجیٹل انتشار**

ڈیجیٹل دور کا ایک بڑا مسئلہ معلومات کی کمی نہیں بلکہ توجہ کی تقسیم ہے۔ انسان بیک وقت کئی چیزوں میں مصروف رہتا ہے۔ ایک طرف ویڈیو چل رہی ہوتی ہے، دوسری طرف پیغام آ رہا ہوتا ہے اور ساتھ ہی کسی پوسٹ کے تبصرے بھی دیکھے جا رہے ہوتے ہیں۔ اس صورت میں انسان معلومات تو بہت حاصل کرتا ہے مگر گہرائی سے سوچنے کی صلاحیت متاثر ہو سکتی ہے۔ تصوف انسان کو یکسوئی، حضورِ قلب اور باطنی توجہ کی تربیت دیتا ہے۔ نماز، ذکر، تلاوت، مراقبہ اور خاموش محاسبہ اسی لیے اہم ہیں کہ انسان کچھ وقت کے لیے اپنے منتشر وجود کو دوبارہ جمع کر سکے۔ یہاں تصوف کا پیغام بہت سادہ ہے: ہر وقت مصروف رہنا ضروری نہیں؛ بعض اوقات خاموش رہنا بھی تربیت ہے۔

## نوجوان نسل اور ڈیجیٹل شناخت

نوجوان نسل کے لیے ڈیجیٹل دنیا صرف تفریح نہیں بلکہ شناخت کا ایک حصہ بن چکی ہے۔ نوجوان اپنے آپ کو کس طرح پیش کرے، لوگ اسے کس نظر سے دیکھیں اور اسے کتنی توجہ ملے، یہ سوالات بعض اوقات اس کی خود اعتمادی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ تصوف انسان کی قدر کو ظاہری شہرت کے بجائے باطن، کردار اور اللہ سے تعلق کے ساتھ جوڑتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ نوجوان دنیا سے کٹ جائے، بلکہ وہ اپنی شناخت دوسروں کی پسند اور ناپسند کے حوالے نہ کرے۔ اگر کسی نوجوان کی خوشی صرف اس بات پر منحصر ہو جائے کہ کتنے لوگوں نے اس کی تصویر پسند کی، تو اس کی داخلی خودی بیرونی ردِ عمل کی محتاج بن جاتی ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں تزکیۂ نفس اور اخلاص کی تعلیم اسے زیادہ مضبوط بنیاد فراہم کر سکتی ہے۔

## دینی مواد اور تصوف کی ڈیجیٹل تعبیر

ڈیجیٹل ذرائع نے دینی علم کے پھیلاؤ کے لیے بہت وسیع امکانات پیدا کیے ہیں۔ آج قرآن، حدیث، تفاسیر، کتبِ تصوف اور علمی لیکچرز تک رسائی پہلے سے کہیں آسان ہے۔ یہ صورت حال اہلِ علم کے لیے ایک بڑی ذمہ داری بھی پیدا کرتی ہے۔

تصوف کے نام پر ہر مشہور قول کو حدیث سمجھ لینا، ہر عجیب واقعے کو کرامت قرار دینا یا ہر جذباتی ویڈیو کو روحانی تربیت سمجھ لینا علمی احتیاط کے خلاف ہے۔ خاص طور پر تصوف کے حوالے سے مستند مصادر کی طرف رجوع ضروری ہے۔ قشیری کی الرسالۃ القشیریۃ، امام غزالی کی احیاء علوم الدین اور دیگر کلاسیکی صوفیانہ مصادر اس سلسلے میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ ڈیجیٹل دور میں تصوف کی ضرورت صرف اس لیے نہیں کہ صوفیانہ مواد زیادہ لوگوں تک پہنچایا جائے، بلکہ اس لیے بھی ہے کہ تصوف کو اس کی علمی اور اخلاقی بنیاد کے ساتھ پیش کیا جائے۔

## تصوف اور مصنوعی ذہانت کا نیا مرحلہ

مصنوعی ذہانت نے ڈیجیٹل دنیا کو ایک نئے مرحلے میں داخل کر دیا ہے۔ اب مشینیں نہ صرف معلومات تلاش کرتی ہیں بلکہ تحریر، تصویر، آواز اور مختلف علمی و تخلیقی کاموں میں بھی انسان کی معاون بن رہی ہیں۔ اس تبدیلی کے ساتھ کئی اخلاقی سوالات پیدا ہوئے ہیں: معلومات کی صحت کیسے یقینی بنائی جائے؟ غلط مواد کی ذمہ داری کس پر ہو گی؟ علمی کام میں انسانی محنت اور مشینی معاونت کی حدود کیا ہوں گی؟ حالیہ مطالعات میں مصنوعی ذہانت کے دور میں تصوف کو اخلاقی خود آگہی، ذمہ داری اور روحانی توازن کے حوالے سے دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

تصوف یہاں کوئی تکنیکی حل فراہم نہیں کرتا، لیکن وہ ایک بنیادی اخلاقی سوال ضرور اٹھاتا ہے: ٹیکنالوجی ہمارے ہاتھ میں ہے یا ہماری خواہشات ٹیکنالوجی کے ہاتھ میں جا رہی ہیں؟

امانت، صدق، اخلاص، عدل اور جواب دہی جیسے اسلامی اصول مصنوعی ذہانت کے استعمال میں بھی بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر ایک شخص مصنوعی ذہانت سے تیار کردہ مواد کو بغیر تحقیق کے اپنا علمی کام ظاہر کرتا ہے تو مسئلہ صرف ٹیکنالوجی کا نہیں بلکہ امانت کا ہے۔ اگر مصنوعی ذہانت کو غلط معلومات پھیلانے کے لیے استعمال کیا جائے تو مسئلہ علم نہیں بلکہ اخلاق ہے۔

## تصوف اور انسانی تعلقات کی بحالی

ٹیکنالوجی نے انسانوں کو قریب بھی کیا ہے اور بعض صورتوں میں دور بھی۔ ایک ہی گھر میں بیٹھے ہوئے افراد بعض اوقات ایک دوسرے سے زیادہ اپنے موبائل کی اسکرین سے مصروف ہوتے ہیں۔ گفتگو مختصر ہوتی جا رہی

ہے اور حقیقی ملاقات کی جگہ پیغام نے لے لی ہے۔ تصوف انسان کو تعلقات میں محبت، تواضع، حسنِ سلوک اور ایثار کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ روحانی تربیت کا مقصد صرف فرد کو عبادت گزار بنانا نہیں بلکہ اسے بہتر انسان بنانا بھی ہے۔

اس لیے ڈیجیٹل دور میں تصوف کی کامیابی کا ایک پیمانہ یہ بھی ہونا چاہیے کہ اس سے انسان اپنے گھر، والدین، اولاد، اساتذہ، ساتھیوں اور معاشرے کے ساتھ بہتر تعلق قائم کرے۔ اگر کوئی شخص سوشل میڈیا پر بہت اچھا دینی مواد نشر کرتا ہے لیکن اپنے قریب ترین لوگوں کے ساتھ بد اخلاق ہے تو اس کی روحانی تربیت ابھی مکمل نہیں ہوئی۔

## تصوف اور ڈیجیٹل دعوت

ڈیجیٹل پلیٹ فارم دعوتِ دین کے لیے ایک مؤثر ذریعہ بن سکتے ہیں۔ ایک مختصر ویڈیو، ایک مستند تحریر یا ایک علمی گفتگو بہت سے لوگوں تک پہنچ سکتی ہے۔ لیکن دعوت کی روح صرف پیغام پہنچانا نہیں بلکہ حکمت، خیر خواہی اور حسنِ اخلاق بھی ہے۔

قرآن مجید فرماتا ہے: ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ) النحل 125:16)

"اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دو۔"

اس آیت کی روشنی میں ڈیجیٹل دعوت میں سخت زبان، تضحیک، تحقیر اور غیر ضروری مناظرانہ انداز سے بچنا ضروری ہے۔ مقصد مخالف کو خاموش کرنا نہیں بلکہ حق بات کو بہتر انداز میں پیش کرنا ہونا چاہیے۔ تصوف دعوت میں اسی اخلاقی پہلو کو مضبوط کرتا ہے۔ داعی کی زبان کے ساتھ اس کا دل بھی تربیت یافتہ ہونا چاہیے۔

## تصوف کی روشنی میں متوازن ڈیجیٹل شخصیت

ڈیجیٹل دور سے مکمل فرار ممکن بھی نہیں اور ضروری بھی نہیں۔ تعلیم، تجارت، تحقیق، رابطے اور دعوت کے لیے ٹیکنالوجی کی ضرورت رہے گی۔ اس لیے اسلامی نقطۂ نظر سے زیادہ مناسب راستہ ٹیکنالوجی کی نفی نہیں بلکہ اس کے درست استعمال کی تربیت ہے۔ ایک متوازن مسلمان وہ ہے جو ٹیکنالوجی استعمال کرتا ہے مگر اس کا غلام نہیں بنتا؛ معلومات حاصل کرتا ہے مگر ہر خبر پر یقین نہیں کرتا؛ اپنی رائے دیتا ہے مگر دوسروں کی عزت بھی برقرار رکھتا ہے؛ دینی مواد نشر کرتا ہے مگر تحقیق کے بغیر کچھ آگے نہیں بڑھاتا؛ دنیا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے مگر انہیں اپنی شخصیت کا معیار نہیں بناتا۔

یہی وہ مقام ہے جہاں تصوف جدید زندگی سے حقیقی گفتگو کرتا ہے۔ تصوف انسان کو یہ نہیں کہتا کہ دنیا چھوڑ دو؛ وہ یہ سکھاتا ہے کہ دنیا کو دل میں اس مقام تک نہ پہنچنے دو جہاں وہ انسان کو اپنے رب، اپنے مقصد اور اپنے اخلاق سے غافل کر دے۔

## نتائج

اس مطالعے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ جدید ڈیجیٹل دور کے بنیادی مسائل میں سے کئی مسائل دراصل انسانی نفس اور اخلاق سے متعلق ہیں۔ ٹیکنالوجی نے ان مسائل کو ختم نہیں کیا بلکہ ان کے اظہار کی رفتار اور دائرہ وسیع کر دیا ہے۔ تزکیۂ نفس انسان کو اپنی خواہشات پر قابو پانے میں مدد دیتا ہے، مراقبہ اسے اللہ تعالیٰ کی نگرانی کا احساس دلاتا ہے، محاسبۂ نفس اسے اپنے روزمرہ اعمال کا جائزہ لینے کی تربیت دیتا ہے، ذکر اسے ڈیجیٹل شور میں باطنی سکون فراہم کرتا ہے، زہد صارفیت کے دباؤ سے بچاتا ہے اور اخلاص خود نمائی کے رجحان کو متوازن کرتا ہے۔ اسی طرح صبر اور حلم آن لائن اختلاف کو تہذیب دیتے ہیں، جبکہ قرآنی اصولِ تحقیق غلط معلومات کے پھیلاؤ کو روکنے میں بنیادی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

اس پورے معاملے میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ ڈیجیٹل اخلاق صرف بیرونی قوانین سے پیدا نہیں ہو سکتا۔ قانون ضروری ہے، پلیٹ فارم کی پالیسی بھی ضروری ہے، لیکن جب تک فرد کے اندر جواب دہی کا احساس پیدا نہ ہو، وہ مختلف راستے تلاش کرتا رہے گا۔ تصوف اسی اندرونی اصلاح پر زور دیتا ہے۔

## سفارشات

1. اسلامی تعلیمی اداروں میں ڈیجیٹل اخلاق کو اسلامی تزکیۂ نفس اور اخلاقی تربیت کے ساتھ مربوط کیا جائے۔
2. نوجوانوں کے لیے ایسی تربیتی سرگرمیاں مرتب کی جائیں جن میں موبائل اور سوشل میڈیا کے استعمال کے ساتھ محاسبۂ نفس، وقت کی حفاظت اور اخلاقی ذمہ داری کو بھی شامل کیا جائے۔
3. دینی مواد تیار کرنے والے افراد تصوف اور اسلامی تعلیمات کے حوالے سے مستند مصادر سے استفادہ کریں اور غیر مستند اقوال و واقعات کی اشاعت سے گریز کریں۔
4. مساجد، مدارس اور جامعات میں ڈیجیٹل اخلاق کے موضوع پر علمی نشستوں کا اہتمام کیا جائے۔
5. سوشل میڈیا کے استعمال میں تحقیق، امانت، احترامِ انسانیت اور حسنِ گفتگو کو بنیادی اصول بنایا جائے۔
6. مصنوعی ذہانت کے بڑھتے ہوئے استعمال کے تناظر میں اسلامی اخلاقیات، امانتِ علمی، صداقت اور انسانی ذمہ داری پر مزید تحقیقی کام کیا جائے۔
7. صوفیانہ تربیت کے عملی پہلو، خصوصاً تزکیہ، مراقبہ، محاسبہ، ذکر اور اخلاص کو جدید نوجوان کی روزمرہ زندگی سے مربوط انداز میں پیش کیا جائے۔

## حواشی


1. القرآن الکریم، الشمس 91:9–10۔
2. القرآن الکریم، العلق 96:14۔
3. القرآن الکریم، الرعد 13:28۔
4. القرآن الکریم، الحجرات 49:6۔
5. القرآن الکریم، الحجرات 49:11–12۔
6. القرآن الکریم، النحل 16:125۔
7. محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الأدب، حدیث 6114۔
8. عبد الکریم القشیری، الرسالۃ القشیریۃ، تحقیق عبد الحلیم محمود و محمود بن شریف (قاہرہ: دار المعارف)۔
9. ابو حامد محمد الغزالی، احیاء علوم الدین (بیروت: دار المعرفۃ)۔
10. محیی الدین ابن عربی، الفتوحات المکیۃ (بیروت: دار صادر)۔
11. ابو نعیم الاصفہانی، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء (بیروت: دار الکتب العلمیۃ)۔
12. Aftonur Rosyad, “Sufi Ethics for the Digital Age: Developing Virtual Awareness, Moral Conduct, and Self-Control in Online Engagement,” MUHARRIK: Jurnal Dakwah dan Sosial, 2025.
13. Eka Silfia Arini, “The Concept of Tazkiyat al-Nafs in Sufism as a Solution to the Moral Crisis in the Digital Age,” Abrahamic Religions: Jurnal Studi Agama-Agama, 2026.
14. Moh Saifulloh and Samsuriyanto, “Digital Communication Ethics from a Sufi Perspective: The Takhalli-Tahalli-Tajalli Model Against Information Disorder,” INJECT: Interdisciplinary Journal of Communication, 2026.
15. Dimyati Sajari, Abdul Haris, Rasi’in, and Raswan, “Digital Sufism for Mental Resilience in the AI Era,” *ISLAMIKA* 8, no. 3 (2026): 679–701.

## مصادر و مراجع

Al-Qur’an al-Karim.
Al-Bukhari, Muhammad ibn Ismail. *Al-Jami‘ al-Sahih*. Beirut: Dar Ibn Kathir.
Al-Ghazali, Abu Hamid Muhammad. *Ihya’ ‘Ulum al-Din*. Beirut: Dar al-Ma‘rifah.
Al-Qushayri, Abd al-Karim. *Al-Risalah al-Qushayriyyah*. Edited by Abd al-Halim Mahmud and Mahmud ibn al-Sharif. Cairo: Dar al-Ma‘arif.
Ibn ‘Arabi, Muhyi al-Din. *Al-Futuhat al-Makkiyyah*. Beirut: Dar Sadir.
Abu Nu‘aym al-Isfahani. *Hilyat al-Awliya’ wa Tabaqat al-Asfiya’*. Beirut: Dar al-Kutub al-‘Ilmiyyah.
Arini, Eka Silfia. “The Concept of Tazkiyat al-Nafs in Sufism as a Solution to the Moral Crisis in the Digital Age.” *Abrahamic Religions: Jurnal Studi Agama-Agama*, 2026.
Rosyad, Aftonur. “Sufi Ethics for the Digital Age: Developing Virtual Awareness, Moral Conduct, and Self-Control in Online Engagement.” *MUHARRIK: Jurnal Dakwah dan Sosial*, 2025.
Saifulloh, Moh, and Samsuriyanto. “Digital Communication Ethics from a Sufi Perspective: The Takhalli-Tahalli-Tajalli Model Against Information Disorder.” *INJECT: Interdisciplinary Journal of Communication*, 2026.
Sajari, Dimyati, Abdul Haris, Rasi’in, and Raswan. “Digital Sufism for Mental Resilience in the AI Era.” *ISLAMIKA* 8, no. 3 (2026): 679–701.
Bhat, Ali Muhammad, and Ahmad Munir. “Naqshbandi Spirituality and the Digital Age: A Conceptual Response to Social Media–Related Moral Challenges.” *Qaulan: Journal of Islamic Communication* 6, no. 2 (2025): 228–252.